© rasailojaraid.com

خلاف احتجاج کرتے ہوئے پندرہ کروڑ بھارتی مسلمان جسد واحد کی طرح متحد ہو گئے۔ دہلی سے لداخ تک ایک ہی آواز گونج رہی ہے: "مسلم پرسنل لا میں مداخلت بند کرو"۔ اس مداخلت نے مسلمانوں کے ذاتی جھگڑے اور اختلافات ختم کر دیے ہیں۔ اگرچہ بھارتی حکومت نے احتجاج کو دبانے کے لیے کچھ سرکاری وظیفہ خواروں کو استعمال کرنے کی بھی کوشش کی۔ ایسے لوگ بھی سامنے آئے جن کے نام مسلمانوں جیسے تھے، مگر جن کی شہرت سکہ بند کمیونسٹوں کی سی ہے۔ ان میں حمید دلوائی کی بیوہ بھی شامل تھیں جو اپنی لاش دفنانے کے بجائے جلائے جانے کی وصیت کر چکی ہیں۔ ایسے لوگوں کے بیانات کو سرکاری پریس نے خوب اچھالا۔ ریڈیو اور ٹیلی وژن سے ان کی تشہیر کی گئی۔ لیکن اس سے مسلمانوں کے بے مثال اتحاد میں رخنہ اندازی نہ ہو سکی۔

بھارت کے مسلمان اب اس بات پر تل گئے ہیں کہ اس مسئلے کا مستقل حل یہ ہے کہ آئندہ وہ اپنے مقدمات متعصب اور لادین عدالتوں میں لے کر نہ جائیں گے اور اپنے لیے علیحدہ شرعی عدالتوں کے قیام کا مطالبہ کر دیں گے۔ اس ضمن میں ایک تجویز تو یہ آئی ہے کہ حکومت تمام عدالتوں میں مسلم جوڈیشل بنچ قائم کر دے، لیکن اس سے بھی خطرہ ہے کہ شاید مداخلت کے امکانات باقی رہیں۔ لہٰذا یہ تجویز بھی زیر غور ہے کہ مکمل خود مختار اسلامی عدالتیں قائم کی جائیں۔ بہار اور کیرالہ میں ایسی عدالتیں پہلے ہی خوش اسلوبی سے کام کر رہی ہیں۔ مسلم پرسنل لا بورڈ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ ملک کے مختلف حصوں میں شرعی عدالتیں قائم کرے گا۔ اس سلسلے میں ایک تجویز یہ بھی سامنے آئی ہے کہ مساجد میں بنیادی عدالتی یونٹ قائم کیے جائیں۔ ان عدالتوں کو چلانے کے لیے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں دینی مدارس سے فارغ ہونے والے طلبا اور علماء کی خدمات حاصل کی جا سکتی ہیں، لیکن اس کے لیے ان حضرات کو جدید قوانین اور معاصر نظریات کی تعلیم دلانا ضروری ہے۔

مسلمانوں کے احتجاج اور ملی یگانگت کا ایک نتیجہ یہ برآمد ہوا ہے کہ اب اعلیٰ سرکاری حلقے بھی اس مسئلے کی سنجیدگی کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ بھارتی وزیر اعظم مسٹر راجیو گاندھی کا تازہ ترین انٹرویو اس ضمن میں خاصا حوصلہ افزا ہے۔ تامل زبان کے پندرہ روزہ "تغلق" کو انٹرویو دیتے ہوئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسٹر گاندھی نے کہا:

"مسلمانوں نے مجھے اپنے نقطۂ نظر سے آگاہ کرنے کے لیے ایک تفصیلی یادداشت پیش کی تھی اُسے دقتِ نظری سے پڑھنے کے لیے تو وقت نہیں، البتہ اس سے بنیادی طور پر جو کچھ مجھے معلوم ہوسکا ہے، وہ یہ ہے کہ ان کا اپنا قانون ہمارے موجودہ قوانین سے کہیں زیادہ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔ ہم اُن کے قوانین کو اپنے قوانین کا حصہ بنا سکتے ہیں۔ یہ ممکن ہوا تو مسئلے کا بہترین حل خود بخود نکل آئے گا۔"

راجیو گاندھی کے اس مصالحانہ رویّے کے پس منظر میں اسلامی بھائی چارے کے خوشگوار نظارے کے ساتھ ساتھ کچھ گرم گرم لہو بھی جھلکتا ہے۔ یہ لہو اُن شہیدوں کا ہے جنہوں نے اسی مسئلے پر احتجاج کرتے ہوئے کشمیر میں اپنی جانیں قربان کیں۔ یہ لہو پٹنہ میں اسلامی جمعیت طلبہ (STUDENTS ISLAMIC ORGANIZATION) کے اُن ۳۲ نوجوانوں کا ہے کہ جن کے پُرامن جلوس پر پولیس نے بہیمانہ فائرنگ کی۔ ایس آئی او کے ان نوجوانوں پر بھارتی پولیس نے اس قدر تشدد کیا کہ اُن میں سے اکثر ایسے ہیں جن کی ایک یا دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔ بہت سے ایسے ہیں کہ جن کے جسموں سے ابھی تک گولیاں نہیں نکالی جاسکیں۔ یہ جانفروش ابھی تک پٹنہ کے مختلف ہسپتالوں میں داخل ہیں۔ شاید انہی قربانیوں کا صلہ ہے کہ مختلف مکاتبِ فکر کے لوگ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوچکے ہیں۔ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں اور بچے بھی اس محاذ پر پوری توانائیوں کے ساتھ سرگرمِ عمل نظر آتے ہیں۔ پٹنہ میں شدید زخمی ہونے والے ۲۸ سالہ شاہجہان کی اہلیہ بھی ان ہی میں سے ایک ہیں۔ اس خاتون کے شوہر کی ایک ٹانگ بُری طرح کچلی ہوئی ہے۔ مگر انہیں اس قربانی پر فخر ہے، ملال نہیں۔ ایک خط میں اس کا اظہار وہ یوں کرتی ہیں:

"ہم کو فخر ہے کہ ہمارے شوہر اسلام کی بقا کے لیے زخمی ہوئے ہیں اور بہنوں سے ہماری گذارش ہے کہ اپنے شوہروں کو اسلام کی راہ پر چلانے کی پوری پوری کوشش کریں۔" (خواجہ نسرین بانو۔ اہلیہ خواجہ شاہجہان)

تازہ ترین معلومات کا خلاصہ یہ ہے:۔

معروف بھارتی صحافی کلدیپ نیر کے مطابق بھارتی حکومت کے خلاف مسلمان اپنی "جنگ"

© rasailojaraid.com